78289 - توبہ کے بعد حرام مال میں تصرف کی کیفیت

سوال

میں ایک مالی ادارے میں اکاونٹنٹ ہوں، میرا کام حساب وکتاب اور ٹیکس کی تفصیل بنانا، اور مالی اور ٹیکس کے معاملات میں اپنے کھاتہ داروں کو تجاویز ہے، زیادہ تر ہمارے کھاتہ دار چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں کے مالک ہیں، اور کچھ پراپرٹی اور پرائیویٹ کام کے کھاتہ دار بھی ہیں. ہمارے کھاتہ دار ہوٹلوں کے مالک دوسری اشیاء کے ساتھ ساتھ خنزیز کا گوشت بھی فروخت کرتے ہیں، اور ہمارے ساتھ سب لین دین کرنے والے کھاتہ دار سود لین دین کرتے ہیں، اور بعض اوقات مجھے ان کھاتہ داروں کی مالی حالت کے متعلق چارٹ بنانا کردینا پڑتا ہے اور مجھے یہ پہلے سے علم ہوتا ہے کہ یہ سودی قرض حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائیگا، توکیا میرا یہ کام اور ملازمت حلال ہے؟ اور اگر حلال نہ ہو تو میری اس ملازمت کو ترک کرکے کوئی اور حلال کام کرنے کے بعد میرے پاس پہلی حرام ملازمت سے حاصل کردہ رقم رکھنی جائز ہوگی؟ اور کیا میرے لیے اس رقم کو کسی اور کام میں لگانا جائز ہے، اور کیا میں اس رقم سے فریضہ حج ادا کرسکتا ہوں؟

پسندیدہ جواب

اول:

سودی لین دین کے پیپر وغیرہ لکھنے، اور سودی لین دین کا حساب رکھنے کا کام کرنا، یا اس طرح کا کام جو سودی معاملات میں معاون ہو جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس میں برائی اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں معاونت ہوتی ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

{اور تم نیکی وبھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہو اور برائی وگناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو، اور اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو یقیناً اللہ تعالی سخت سزا دینے والا ہے}.المآئدۃ(2).

اس لیے اس ملازمت کو ترک کرنا واجب اور ضروری ہے، اور صرف مباح اور جائز کام پر ہی انحصار کرنا چاہیے، اور جو شخص بھی کوئی چیز اللہ تعالی کے لیے ترک کرتا ہے اللہ تعالی اسے اس سے بھی بہتر اور اچھی چیز عطا فرماتا ہے.

آپ سوال نمبر (59864) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ اس میں سود کی معاونت کرنے کی حرمت بیان کی گئی ہے، چاہے وہ سود کی تفصیل اور اس کے امتعلقات کا پیپر لکھ کر ہی کی جائے.

دوم:

اور جو شخص بھی اللہ تعالی کے ہاں کسی حرام کام سے توبہ کرلیتا ہے اور اس نے اس حرام کام کی بنا پر مال کمایا ہو مثلا: گانے بجانے کی اجرت، رشوت، نجومی کا پیشہ اختیار کرکے، اور جھوٹی گواہی دیکر، اور سود لکھنے کی اجرت اور اس طرح کے دوسرے حرام کاموں کی اجرت، اگر تو اس نے ایسی کمائی سے حاصل ہونے والا مال خرچ کردیا ہو اور اس کے پاس کچھ نہیں بچا تو اس پر کچھ نہیں، لیکن اگر مال اس کے پاس موجود ہو تو اس کے لیے اس مال کو نیکی وبھلائی کے کاموں میں خرچ کرکے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے، ہاں یہ ہے کہ اگر وہ محتاج اور

ضرورتمند ہو تو وہ اس مال سے بقدر ضروت رقم لے سکتا ہے، اور باقی مال سے چھٹکارا حاصل کر لے، اور اسے اس مال سے حج کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی پاک ہے اور وہ پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

"جب اسے کوئی غیر حرام معاوضہ دے اور وہ عوض کو اپنے قبضہ میں بھی کر لے مثلا زانی عورت، یا گانے بجانے والا، اور شراب فروخت کرنے والا، اور جھوٹی گواہی دینے والا، یا اس طرح کا کوئی اور شخص پھر وہ توبہ کر لے اور وہ معاوضہ اس کے پاس ہی ہو تو ایک گروہ کا قول ہے کہ :

وہ اسے اس کے مالک کو واپس کر دے؛ اس لیے کہ وہ بعینہ اس کا مال ہے اور اس شخص نے اسے شارع کے حکم سے اپنے قبضہ میں نہیں کیا، اور نہ ہی اس کے مقابل مالک نے کوئی مباح اور جائز فائدہ اٹھایا ہے.

اور ایک گروہ کا قول یہ ہے کہ : بلکہ اسے صدق دل کے ساتھ اس سے توبہ کرنا ہوگی، اور وہ یہ مال اس شخص کو واپس نہ کرے جس سے اس نے لیا تھا، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے اور ان دونوں اقوال میں صحیح بھی یہی ہے . . . " انتہی.

دیکھیں : مدارج السالکین (389/1).

ابن قیم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو "زاد المعاد" میں شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مال سے چھٹکارا پانے اور توبہ کی تکمیل اس طرح ہوگی کہ :

" وہ اس مال کو صدقہ کر دے، اور اگر وہ اس مال اور رقم کا خود محتاج ہو تو وہ بقدر ضرورت رکھ سکتا ہے اور باقی رقم کو صدقہ کر دے " انتہی.

دیکھیں : زاد المعاد (778/5).

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اگر یہ فاحشہ عورت اور یہ شراب فروخت کرنے والا توبہ کر لے اور یہ فقراء ہیں تو بقدر ضرورت اس مال سے انہیں دینا جائز ہے، اور اگر وہ تجارت کرنے یا کوئی ہنر والا کام کر سکتا ہو مثلا اون کا دھاگہ بنا سکتا ہو، یا بنائی کر سکتا ہو، تو اسے اس کام کے لیے راس المال دیا جائیگا " انتہی.

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (308/29).

اس مسئلہ کی تفصیل ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد السعیدی کی کتاب " الربا فی المعاملات المصرفیۃ المعاصرۃ " (779/2–874) میں دیکھی جا سکتی ہے.

سوم :

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مندرجہ بالا کلام سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ : حرام کمائی سے توبہ کرنے والا شخص اگر تو محتاج ہے تو وہ اس مال سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے، اور وہ اس میں سے کچھ رقم جو تجارت یا صنعت کے لیے راس المال ہو لے سکتا ہے، اور پھر جو رقم اس کی رقم سے زیادہ ہو وہ اسے صدقہ کر دے.

چہارم :

اس لیے کہ آپ کے کام میں کچھ تو مباح اور جائز ہے، اور کچھ حرام تو آپ اس میں حرام کا اندازہ لگائیں کہ اس میں حرام کا تناسب کیا ہے، اور اس تناسب کے حساب سے اپنے پاس موجود مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں؛ اور اگر آپ کے لیے اندازہ لگانا مشکل ہو تو پھر آپ نصف مال سے چھٹکارا اور خلاصی حاصل کر لیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"…. اور اگر مال حرام اور حلال دونوں مخلوط ہوں اور اس میں ہر ایک کا اندازے کا علم بھی نہ ہو تو اسے دو حصے کر لے" انتہی.

دیکھیں : مجموع الفتاوی الکبری (307/29).

واللہ اعلم.